TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222240
UNIVERSAL
LIBRARY

ن - ن ۸۹۱۵۲۳۳۳
قرآن کا حسن

1967

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. [illegible] Accession No. [illegible]

Author [illegible]

Title [illegible]

This book should be returned on or before the date last marked below

[illegible]

مصنفہ حضرت نیاز فتحپوری

منشی ظہور احسن منیجر اخبار الوقت بجنور نے شائع کیا

اول

منصور پریس بجنور میں باہتمام محمود خاں پرنٹر چھپا

۶۳۳۳۷

۸۹۱۵۴۳۳۴

ن - و

قربان گاہِ حسن

(۱)

ظہورِ مسیح سے ۲۰۰۰ برس قبل جب ارضِ بابل کی ترقی اور بابل والوں کی تہذیب عروج کے بلند ترین نقطہ پر پہونچ گئی تھی، شہر اریدو، جو ساحل خلیج فارس پر واقع تھا، ملک کے بہترین شہروں میں شمار کیا جاتا تھا۔ شہر اریدو، بہ حیثیت اپنے جائے وقوع کے لحاظ سے کچھ کم ممتاز درجہ نہ رکھتا تھا، لیکن اس کی تمام عزت و عظمت صرف اس معبد سے وابستہ تھی جو شماش (سورج کے دیوتا) کے نام سے منسوب تھا۔ چونکہ ملک کے تمام دیوتاؤں میں شماش نہایت ہیبت ناک و جبروت والا دیوتا تھا۔ اس لئے اس کا آرام گاہ، اپنی زینت و آرائش، اپنی وسعت و بزرگی کے لحاظ سے تمام ارض بابل میں بے نظیر معبد سمجھا جاتا تھا۔ ملک کا کوئی شخص ایسا نہ تھا، جو اریدو کا نام سنتے ہی ایک خیالِ عظمت اپنے دل میں پیدا ہوتے ہوئے محسوس نہ کرتا ہو اور وہاں پہونچکر اپنا سرِ عقیدت کیش آستانہ شماش پر جھکا دینے کا جذبہ اسے بیقرار نہ بنا دیتا ہو۔

ملک کے امراء و رؤساء، ملک کے شعراء و حکماء اپنے والہانہ جذبات کو لے کر وہاں آتے اور مہینوں صرف امید پر پڑے رہتے کہ شاید کوئی ایسی ساعت میسر آجائے کہ ان کی نگاہیں جن شماش کی شعاعِ جلوہ سے منور ہو جائیں۔ جب مردوں کا یہ عالم تھا، تو ظاہر ہے کہ عورتوں کا کیا حال ہوگا۔ ان کے جلد متاثر ہو کر دیر تک متاثر رہنے والے دلوں کی کیا کیفیت رہی ہوگی۔

جس طرح یورپ کے قرونِ وسطیٰ میں تارک الدنیا عورتیں، پاکباز عصمت مآب کنواریاں کلیسا کی خدمت کے لئے اپنے تئیں وقف کر دیتی تھیں، بالکل اسی طرح معبد اریدو میں بھی ایک بڑی جماعت ایسی عورتوں کی پائی جاتی تھی۔ ممکن ہے کہ وہ روایتیں جو ابراہیم و موسیٰ کے عہد سے زمانہ مسیح میں سینہ بسینہ رہبانیت تک پہونچیں، عہد عیسوی تقلید ارض بابل کا باعث ہوتی ہوں۔ بہر حال یورپ نے بابل والوں کی پیروی کی ہو یا خود ان کا مستقل خیال ہو، ظہورِ مسیح سے بہت پہلے معابد بابل میں کنواریوں کا قیام رائج تھا۔ بڑے بڑے امراء کی لڑکیاں، بڑی بڑی دولتمند ہوتیں وہاں آتی تھیں اور راہبانہ زندگی کا وہ جس کی روحانیت میں خدا جانے کتنے اسباب

ادہ کو ہیجان میں لانے کے لئے مقرر ہوتے تھے، نہایت صدق و خلوص کے ساتھ اپنے اوپر طاری کر لیتی تھیں۔ ان میں سے بعض لڑکیاں تو ایسی ہوتی تھیں جو اپنی ساری زندگی، جس میں اُن کی جوانی بھی شامل ہوتی تھی، معبد شماش کی خدمت کے لئے وقف کر دیتی تھیں اور گویا اس طرح وہ دوشیزگی دائم کے عہد بلا خیز سے اپنے تئیں پابند کر لیتی تھیں، اور بعض ایسی بھی ہوتی تھیں جو صرف ایک مخصوص زمانہ تک احرام عصمت باندھتی تھیں اور پھر وہاں سے نکل کر نکاح کر لیتیں۔ چونکہ ان کنواریوں اور عورتوں کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی تھی اس لئے وہ صرف احاطۂ معبد ہی میں نہ رہتی تھیں بلکہ شہر کے اور بھی متعدد مکانات ایسے تھے جہاں سو سو دو دو سو کی جماعت ایک راہب یا راہبہ کی نگرانی میں اپنی عصمت کو سنبھالے ہوئے زندگی بسر کرتیں۔ بعض امیر گھرانوں کی بیٹیاں ایسی بھی تھیں جو سب سے الگ تنہا مکانوں میں رہنا پسند کرتیں اور اسی ترک و احتشام کے ساتھ رہتیں جس کی وہ اپنے گھروں پر عادی تھیں۔

جس وقت تک ارض بابل اپنے ارتقاء کے مدارج طے کر رہا تھا۔ اس وقت تک یقیناً اس معبد کی عزت سے لوگوں کے دلوں میں وہی ہیبت و خشیت تھی جو ہونی چاہئے اور وہاں کی کنواریوں کی بھی وہی حالت تھی جو اُن کے نام سے ظاہر ہے، لیکن جب بابل کی ترقی اپنی انتہا کو پہونچ گئی جب تکمیل تہذیب میں کسی اضافہ کی گنجائش باقی نہ رہی، جب دولت نے عشرت پسندی اور عشرت نے اخلاق پر اپنا پورا تسلط قائم کر لیا، تو اریدو اور معبد اریدو کی شہرت بھی اپنا مفہوم بدلنے لگی اور رفتہ رفتہ یہ مقدس مقام صرف عشق و محبت کرنے کی جگہ بن کر رہ گیا۔

وہ امراء جو پہلے یہاں صرف اس لئے آتے تھے کہ اپنی دولت کو شماش کے آستانہ پر ڈال کر روحانی نجات حاصل کریں، اب بھی آتے تھے، لیکن صرف اس غرض سے کہ شاید کبھی کوئی [illegible] نگاہ اُن کی جاہ و ثروت، دولت و امارت کو قبول کرنے کے لئے جھک جائے۔ چونکہ ان عورتوں سے ملنے کی اجازت ہر شخص کو تھی، اس لئے معبد اریدو کا ایک ایک مکان جہاں کنواری لڑکیاں رہتی تھیں، ہر وقت ملک کے نوجوانوں سے آباد نظر آتا تھا۔

ارض بابل میں پردہ کا رواج نہ تھا، لیکن معبد اریدو سے تعلق رکھنے والی عورتیں نقاب نہیں ہٹا سکتی تھیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ ملک کے نوجوانوں پر شدید دیوانگی کی سی کیفیت طاری ہو گئی تھی وہ گورے گورے رنگ پر ان میں سیاہ ریشمین نقابوں کا کرشمہ تھا جو نگاہیں بچا کر دلوں کو چھین لینے میں ازبس کارگر ثابت ہو رہے تھے۔

جس زمانہ میں ہمارا یہ فسانہ شروع ہوتا ہے، معبد اریدو اپنی عشق خیزیوں کے لحاظ سے نقطۂ کمال کو پہونچا ہوا تھا اور وہاں کی تمام کنواریوں میں **مراندا** اپنے حسن و جمال، اپنے کرشمہ و ناز کے لحاظ سے نہایت ممتاز درجہ رکھتی تھی۔ یہ ایک امیر گھر کی لڑکی تھی جسکے والدین مر چکے تھے اور ساری دولت و جائداد **مراندا** اور اُس کی دوسری چھوٹی بہن کے لئے چھوڑ گئے تھے۔ اُس کی چھوٹی بہن نے اپنے بوڑھے چچا کے پاس رہنا پسند کیا اور **مراندا** پانچ سال کا عہد دوشیزگی کرکے معبد اریدو میں آگئی۔

مراندا کے حسن میں وہ تمام رعنائیاں جنہیں فطرت کسی کو عطا کر سکتی ہے، بدرجۂ اتم موجود تھیں اور اس لئے اگر معبد اریدو کی تمام کنواریاں اوسے حاسدانہ نگاہ سے دیکھتی تھیں تو جائے تعجب نہیں۔ دلکشیدہ قامت۔ چھریرے بدن کی نہایت متناسب الاعضا لڑکی تھی۔ اسکے لانبے لانبے کالے بال، اوس کی بڑی بڑی مست و سیاہ آنکھیں، اُس کے خط و خال جن کی تصویر کھینچنے میں انسان کا نازک ترین خیال کامیاب نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ تھیں وہ خصوصیات **مراندا** کے حسن کی جنکو نہ صرف **اریدو** بلکہ ملک کا ہر رنگین مزاج نوجوان اچھی طرح جانتا تھا۔ **مراندا** حسین ہونے کے ساتھ ہی متین و خوددار بھی اس درجہ تھی کہ لوگ اوس کے سامنے آتے ہوئے کانپتے تھے اور خائف تھے کہ کہیں یہ حسن کی متین دیوی اپنے غرور نگاہ سے زندگی کو خراب نہ کردے۔ علاوہ حسن ظاہر کے وہ جمال معنوی بھی، بدرجہ کمال رکھتی تھی۔ وہ تمام علوم مروجہ کی ماہر تھی اور ملک کی مختلف زبانوں کی شاعرہ۔ وہ اگر کبھی اپنا بربط لیکر بیٹھ جاتی اور اپنی نازک اونگلیوں سے اس کے تاروں کو جنبش میں لاتی تو سننے والوں پر ایک سکر کی سی کیفیت طاری ہو جاتی اور اگر کبھی وہ ساز کے ساتھ وہ گانے لگتی تو لوگ ایسا محسوس کرنے لگتے کہ شاید سورج کا دیوتا (شماش) **مراندا** کی آواز مراندا کے بربط کے ذریعہ مخلوق کو اپنا معجزہ دکھا رہا ہے۔ وہ جانتی تھی کہ دنیا اس کے لئے تڑپ رہی ہے، اسے علم تھا کہ عالم کا عالم میری طرف کھنچا چلا آرہا ہے۔ اسے یقین تھا کہ خدا کی مخلوق اُس کی نگاہوں کی زخم خوردہ لیکن اسے مطلق پرواہ نہ تھی، وہ ایک لمحہ کے لئے بھی کسی کے دلمیں یہ جسارت پیدا نہ ہونے دیتی تھی کہ جذبات رقیقہ کا اظہار کرے۔ وہ لوگوں کی سرد آہیں بھرتے دیکھتی تھی اور مسرور تھی، وہ نوجوانوں کو اپنی جان دیتے ہوئے سنتی تھی۔ اور خوش ہوتی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ اُسے اپنے حسن پر بڑا غرور تھا، بڑا پندار تھا اور وہ اپنی جگہ ایک مستقل دیوی بنی ہوئی اپنے حسن کے کارناموں پر مست و سرشار تھی۔

ایک زمانہ اس حال میں گذر گیا، یہان تک کہ ھراندا نے اپنے عمر کے اٹھارویں سال میں ایک اور قیامت خیز قدم رکھا۔ چونکہ اریدو کی فضا میں اب اس قدر گنجایش بھی نہ تھی کہ وہ ہلکی سے ہلکی کراہ کو اپنے اندر جگہ دیسکے اس لئے عشق کا دیوتا چونکا اور ھراندا کی یہ ستم رانیان دنیائے محبت میں دیکھکر ھراندا سے انتقام لینے کے لئے آمادہ ہو گیا۔ چونکہ عشق کے دیوتا کا ارادہ تکمیل ارادہ سے جدا کوئی چیز ہے اس لئے اس خیال کے آتے ہی اس نے برہم ہو کر اپنا تیر ھراندا کے دل میں پیوست کر ہی دیا معبد اریدو میں یہ دستور قایم تھا کہ ہفتہ میں ایک عبادت سے فارغ ہونے کے بعد چند راہب شہر میں مصارف معبد کے لئے چندہ جمع کرنے نکل جاتے اور شہر کے عمائدین سے ایک معتد بہ رقم فراہم کرکے لوٹتے۔ ایک دن ھراندا اپنے مکان میں بیٹھی ہوئی کچھ گنگنا رہی تھی کہ ایک راہب کے آنے کی اطلاع اس کو ملی۔ اس نے راہب کے آنے کی غرض کو سمجھ لیا۔ اور اندر بلا لیا۔ یہ ایک نوجوان راہب تھا۔ جو حال ہی میں داخل ہوا تھا۔ اور اس لئے ھراندا نے غور سے اس کو دیکھا تو اسکے دل میں دفعتہً ایک حرارت سی محسوس ہوئی اور چہرہ کا رنگ متغیر ہونے لگا۔ راہب قریب آیا۔ اور نگاہیں نیچی کرکے اپنا دامان سوال ھراندا کے سامنے پھیلایا، لیکن ھراندا نے انتظار کیا، اتنا انتظار کہ راہب نے اپنی نگاہیں اٹھا کر اوسے اکبار دیکھا، اور دیکھتے ہی پھر شرم سے گردن جھکا لی۔ اس تصادم نگاہ نے ھراندا کے دل پر ایک کاری زخم پہونچایا۔ جس سے بیقرار ہو کر اسنے اپنے چہرہ پر دفعتہً نقاب ڈال لیا اور اپنا ہاتھ بڑھا کر ایک طلائی سکہ اسکو دیا، حالانکہ وہ اپنا دل اس سے پہلے اس وقت راہب کی جھولی میں ڈال چکی تھی جب اندر آتے ہی اسنے اپنا دامن ھراندا کے سامنے پھیلایا تھا۔ وہ تو خیرات لیکر چلا گیا، لیکن ھراندا سخت حالت تاثیر میں خاموش پلنگ پر لیٹ رہی وہ ھراندا جس نے آج تک مردوں کا مصرف صرف یہی سمجھ رکھا تھا کہ وہ عورتوں کے لئے بیقرار ہوں اور فنا ہو جائیں، وہ ھراندا جو مردوں کے کرب و اضطراب پر صرف مسکرا دینا کافی سے زیادہ معاوضہ سمجھتی تھی وہ ھراندا، جو مردوں کے جذبات محبت کو اپنی نخوت وخودداری کے سامنے پامال ہوتے ہوئے دیکھکر مسرور ہونے کی اس درجہ شائق وعادی تھی، وہی ھراندا اس وقت بیقرار و مضطر بھی تھی اور وہ اس خیال سے کانپ بھی رہی تھی کہ کہین اسکی خواہشیں پامال نہ کر دی جائیں عشق کا دیوتا اسے دیکھ رہا تھا اور مسکراتا تھا۔

ھراندا اسی فکر و استغراق کی حالت میں تھی کہ اس کی خادمہ آئی اور اپنی خاتون کو خلاف معمول افسردہ و مضمحل دیکھ کر متعجب ہوئی، کیونکہ اس کی زندگی میں یہ پہلا موقع تھا۔ کہ اس نے

ھرانا کو، کہ جس کی زندگی کسر عیش و مسرت تھی۔ ملول دیکھا ہو۔ اس نے تھوڑی دیر انتظار کیا کہ شاید ھراندا کچھ کہے، لیکن جب اوس سے کوئی گفتگو نہ کی تو خود اسنے سوال کیا اور ھراندا نے قصداً کوشش سے اپنے چہرہ کو متبسم بنا کر کہا کہ "یہ نیا راہب جو آج میرے پاس تھا کب آیا۔ مین نے تو اس وقت تک اسے نہین دیکھا تھا"، خادمہ نے جواب دیا کہ "اس راہب کو آئے ہوئے ابھی صرف ایک ہفتہ ہوا ہے۔ یہ شاہزادہ کیا دوشیا ہے۔ جو ایک سخت حادثہ سے متاثر ہو کر یہان چلا آیا ہے اور اپنی ساری زندگی معبد اریدو کے لئے وقف کر چکا ہے"، ھراندا نے حیرت سے پوچھا "ساری زندگی" حیرت ہے وہ تو ابھی بالکل نوجوان ہے، ہان، وہ حادثہ کیا ہے؟"... خادمہ بولی اسکا نام جیرون ہے وہ ایک خاتون سے محبت کرتا تھا، لیکن لڑکی کے باپ نے جو ایک خود غرض و طامع شخص تھا جیرون کے بڑے بھائی سے اُسے منسوب کر دیا تھا کیونکہ وہ ہی تخت کیا دوشیا کا مالک ہونے والا تھا۔ تاہم چونکہ جیرون اور اس خاتون میں باہم بہت محبت تھی، اس لئے دونون کبھی کبھی ملتے تھے۔ اور اپنی حالت پر افسوس کرتے تھے۔ یہ خبر رفتہ رفتہ جیرون کے باپ اور اُس کے بڑے بھائی تک پہونچی اور جیرون کے ہلاک کر دیے جانے کی فکر ہونے لگین۔ جیرون کے بھائی نے کچھ آدمی تعین کئے کہ جیرون کو جہان کہین وہ ملے، ہلاک کر ڈالین۔ ایک رات جب کہ جیرون اپنی وحشت و جنون کے عالم مین باہر ہوا مین پھر رہا تھا اس پر حملہ کیا گیا اور دشمن اسے خون آلود چھوڑ کر چلے گئے اتفاق سے ایک مسافر اس طرف سے گذرا اور اسنے جیرون کو اوٹھایا اور اپنے گھر لے گیا جب چند دن کے بعد وہ صحتیاب ہو گیا تو اوس نے مفصل حالات اپنی محبوبہ کو لکھے، جن سے متاثر ہو کے وہ بیمار ہو گئی اور چند دن مین مر گئی۔ جیرون کو جب اپنی محبوبہ کی موت کا حال معلوم ہوا تو اریدو چلا آیا اور اپنی تمام زندگی معبد شتاہش کی خدمت کے لئے وقف کر دی"

ھراندا نے یہ سنکر، حالانکہ وہ جیرون ہی کا ذکر کرنا اور سننا چاہتی تھی کوئی اور سوال نہین کیا کہ مبادا خادمہ کو شبہ ہو جائے۔ علاوہ اس کے اب شام بھی ہو گئی تھی، اور زائرین ھراندا جمع ہو چکے تھے اس لئے اور بھی کوئی موقع گفتگو کا نہ تھا۔

(۲)

شام کو ھراندا کا مکان، شہر کے امرا، و روسا سے بھر جایا کرتا تھا، اور وہ اپنی نگاہون کے عشوون اور ادائون کے جادو سے سب کو مسحور کیا کرتی تھی، لیکن آج وہ کچھ افسردہ تھی اس کا چہرہ ضرورت سے زیادہ متین نظر آتا تھا۔ سب نے اس کو محسوس کیا اور آہستہ آہستہ خود ہی کچھ سمجھکر

رخصت ہو گئے۔ مرانڈا اپنے تنہا رہجانے سے بہت خوش ہوئی، کیونکہ اب اُسکا خیال صرف اُس
نوجوان راہب کے ساتھ ساتھ پھر رہا تھا اور کسی بات مین اُسکا جی نہ لگتا تھا۔ جیرون کی
صورت، اُس کے خوبصورت خط و خال، اس کا حُسن مردانہ اور پھر سب سے بڑھکر اس کی نوخیز جوانی
یہ تھیں وہ سب باتین جو اس وقت مرانڈا کے دل پر قابض ہوئی جاتی تھین - اب اس کے لئے
کسی چیز مین لذت نہ تھی - مگر جیرون مین اور جیرون کے ذکر مین - وہ کبھی اپنے اوپر ملامت بھی
کرتی کہ مین، جو دنیا کی بڑی سے بڑی قوت کو نگاہ کی ایک جنبش سے اپنا مطیع و فرمانبردار بنا سکتی
ہون، ایک پریشان حال، مفلس سے کیون محبت کرون، لیکن اسکا ہیجان پھر سمجھا دیتا کہ
جیرون تو شاہی خاندان کا ایک فرد ہے اور موجودہ ساز و برگ سے اُسکے صفات کا اندازہ
کرنا غلطی - یون کو وہ کچھ بھی ہو، لیکن ایک تاریک اور سنسان رات مین مکلف بستر پر
اس کی ذات سے وہی تمام لذتین وابستہ ہوسکتی ہین جن کی ایک حسین نوجوان شہزادہ سے
توقع ہوسکتی ہے - پھر مرانڈا کبھی یہ خیال کرتی کہ جب اس نے تمام عمر معبد ہتما تش کی خدمت
کے لئے وقف کر دی ہے، تو وہ شادی کے لئے کیون آمادہ ہونے لگا، لیکن یہان بھی
مرانڈا کا وہ جوش جو ناقابل ضبط انداز ہے اوس کو مبہوت و دیوانہ بنائے ہوئے تھا،
کچھ سمجھا دیتا اور مرانڈا خوش ہو جاتی کہ مقصود کے لحاظ سے شادی اور یونہی مل رہنا ایک چیز
ہین - جوانی کی ایک بھڑکتی ہوئی آگ کو کبھی کبھی لوگون کی نگاہ بچا کر یونہی بجھا لینا کہین بہتر ہے
بہ نسبت اوس کے کہ اُسے وصل مدام سے التہاب و اشتعال کا موقع نہ دیا جائے کبھی مرانڈا یہ سوچتی کہ
جب اُس نے ایک خاتون کی محبت مین اپنے اوپر تمام دنیا کی لذتین حرام کر لی ہین تو وہ شاید
اس پر راضی نہ ہو، مگر وہ اس خیال کے آتے ہی کن انکھون سے آئینہ کو دیکھتی اور فرط غرور سے
تن جاتی - وہ سمجھتی کہ مین کسیکو مفتوح کرنے کا قصد کرون اور ناکامیاب رہون، محال ہے - وہ ہزار
پاکباز سہی، اُس کی روحانیت لاکھ قوی سہی، مگر یہ ناممکن ہے کہ مین خلوت مین محبت آمیز
نگاہ سے دیکھ کر اپنی آغوش اس کی پذیرائی کے لئے پھیلا دون اور وہ مجبور ہو کر اپنا سر جھکا دے
اس نوع کے خیالات اُس کے لطف آرزو کو خراب کرنا چاہتے تھے، مگر اُسے اپنے اوپر اپنے جسم
کی ایک ایک عضو پر پورا اعتماد تھا - اور ناکامیابی کی کوئی وجہ اُسے نظر نہ آتی تھی - وہ سمجھتی تھی
کہ اگر میری زلفون کی تاب سے وہ بچ گیا، تو نگاہون کے تیر سے کیونکر جان بر ہو سکے گا - اگر
میری کشیدہ قامتی پر فریفتہ نہ ہوا تو میرا رکھ رکھاؤ یا میری زیبائش و آرایش کب اُسے چین

لینے دیگی، اگر میرا سارا حسن و جمال، میرا تمام فن دلبری کارگر نہ ہوا۔ تو بھی میری جوانی، یہ میری موسم کی مستیاں کہاں جائیں گی۔ راہب کیا اگر خود شماش (سورج کا دیوتا) ہو تو وہ بھی اس کی تاب نہیں لا سکتا اور اُسے بھی ایک بار میرے سامنے سر عجز جھکا دینا ہے بہرحال ھراندا نے غریب جیرون کو مغلوب و مفتوح کرنے کا عزم کر لیا اور اس خیال سے وہ اب روز معبد جانے لگی۔

وہ اب روز معبد جاتی اور کسی نہ کسی طرح جیرون کو دیکھ لیتی۔ ادھر غریب جیرون کو یہ خبر ہی نہ تھی کہ وہ کس طرح بے خبری کے عالم میں ھراندا کو زخمی کرتا چلا جاتا ہے اور ھراندا اپنے زخم کے علاج میں تعوذ دیکھ کر کس درجہ بیتاب ہے۔

(۳)

چار مہینے گذر گئے اور کوئی تدبیر اس کے ذہن میں نہ آئی سوائے اس کے کہ وہ جیرون کے پاس ایک تحریر روانہ کرے اور اس میں اپنے جذبات محبت کا اظہار اُسنے لکھا:۔

"اے جیرون، راہب، تو کس قدر خوش نصیب ہے کہ اس عہد کی ایک نہایت حسین و دولتمند نوجوان خاتون تجھ سے محبت کرتی ہے اور اپنی ساری دولت حسن جو دنیا کی تمام سلطنتوں کو مول لے سکتی ہے تجھ پر نثار کرنے کے لئے آمادہ ہے کیا تو اس جھون کی پذیرائی کر سکتا ہے؟"

یہ تحریر اُس نے گویا ایک شخص ثالث کی طرف سے بھیجی تھی۔ جس وقت راہب جیرون کے پاس یہ تحریر پہونچی وہ سخت متحیر ہوا کہ اس اجنبی مقام میں وہ کونسی خاتون ہے جو اس قدر بارش لطف سے مجھے زیر بار احسان کرنا چاہتی ہے، لیکن اس نے کوئی جستجو نہ کی اور یہ تحریر دیکھکر خاموش ہو گیا جب کئی روز ھراندا کو حالت انتظار میں گذر گئے اور کوئی جواب اُسے نہ ملا، تو بے تاب ہو کر دوسری تحریر بھیجی:۔

"تو نے میری تحریر کا جواب نہ دیا۔ اب میں پھر لکھتی ہوں اور بتاتی ہوں کہ جس نے پہلی تحریر تیرے پاس بھیجی تھی، وہ میں ہی ہوں اور مجھی کو تیرے ساتھ اس قدر محبت ہے۔ میں تیری مجبوریاں جانتی ہوں۔ لیکن مجھے بتا کہ آخر اس معبد میں کیا رکھا ہے۔ خدا کی دنیا بہت وسیع ہے اور میں تیرے ساتھ ہر جگہ چلنے کے لئے آمادہ، مجھ پر رحم کر اور اس جوانی سے جس کی لذتوں سے میں اس وقت تک بے خبر ہوں، اب زیادہ نا آشنا نہ رکھ کیونکہ اسکا نشہ جو تیری صورت کو دیکھ دیکھ کر سانپ کے زہر کی طرح چڑھتا جاتا ہے، مجھے دیوانہ کئے دیتا ہے میں

مجبور ہوں اور نہیں کہہ سکتی کہ کس وقت بے اختیار ہو کر تیرے قدموں پر
گر پڑوں تو کیا اس وقت بھی مجھے ٹھکرا دے گا؟ پھر سوچو تو میری رسوائی کے بعد
کر سکتا ہے کیوں نہیں رسوائی سے پہلے اسے کر دیتا"

حیرون نے اس تحریر کو بھی پڑھا اور خاموش ہو گیا۔ اس نے جواب نہیں دیا تاہم وہ فکرمند ضرور تھا کہ خدا جانے یہ کون خاتون ہے جو اس کے اضطراب کو کیونکر دور کر سکتا ہے۔
پھر زمانہ اس بھی گذر گیا اور ھراندا کی بیقراریاں اب سب پر نمایاں ہو گئیں۔ اس نے لوگوں سے ملنا ترک کر دیا تھا۔ اس کی محافل طرب ویران تھیں اور اس کے سارے مشاغل تفریح متروک یہاں تک کہ اریدنہ میں یہ خبر عام طور سے پھیل گئی کہ ھراندا کسی خاص آزار میں مبتلا ہے جسے وہ کسی پر ظاہر کرنا نہیں چاہتی۔
جب ھراندا نے دیکھا کہ حیرون اس کے جذبات محبت کی قدر کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتا، تو اس نے اپنی دولت کو کامیابی کا ذریعہ بنانا چاہا اور نہایت قیمتی تحائف حیرون کے پاس بھیجنے شروع کئے۔ اب حیرون مجبور ہو گیا کہ ھراندا کو جواب دے چنانچہ اس تحائف کو قبول کر کے لکھا کہ:-

"اے محترم خاتون، یہ تحائف میرے کس کام کے ہیں، وہ شخص جس نے دنیا کی لذتوں سے بیزار ہو کر ایک زاویہ خموش، معبد کے صرف ایک سنسان گوشہ کو اپنی ساری دنیا قرار دے لیا ہو، وہ تیری ان دولتوں کو لے کر کیا کرے گا، میں یہ دیکھ کر خوش ہوتا ہوں کہ تو دولت مند ہے میں یہ معلوم کر کے مسرور ہوتا ہوں کہ تو ذہین و قابل ہے، میں اس خیال سے بھی مطمئن ہوں کہ خدا نے تجھے دولت حسن سے بھی مالا مال کیا ہوگا، اس نے ایسی ذات کے لئے جس پر خداوند اس قدر مہربان ہے، جس کو اس نے انعام و اکرام سے اس قدر دے رکھا ہے میں اپنی تمام دعائیں صرف کر دینا فرض سمجھتا ہوں، اور اس کے عوض میں میری تمنا صرف اس قدر ہے کہ تو میرے حال سے تعرض نہ کر، مجھے خاک سے اٹھا کر کسی مرتفع مقام پر دیکھنے کی کوشش نہ کر کہ میں اس قابل نہیں۔ میں غریب ہوں بیکس ہوں گدا ہوں اور بیچارہ، اب مجھے پڑا رہنے دے، مجھے اپنی بقیہ زندگی یونہی ایڑیاں رگڑ رگڑ کر بسر کر لینے دے کہ میری غربت و بیکسی، میری تنہائی و بے سروسامانی کا تو مجھ

ان معاصی کا جن سے تیری روح کو واغدار دیکھتا ہون کاش میرے دل مین گنجایش ہوتی کہ مین تجھے دیکھ سکتا، میری آنکھین بند ہو گئی ہوتین کہ مین تیری تصویر ان پر نقش کر سکتا، لیکن اک مجبور پر رحم کر کے اک معذور کو معاف رکھ، اس کے لئے ماضی کی مسرتین کیا کم ہین کہ وہ حال و مستقبل کے متعلق آرزوئین وابستہ کر کے انہین بھی مایوسیون مین تبدیل ہوجاتے ہوئے دیکھے،

مین تیرے حسین تحائف واپس کرتا ہون کہ یہ تیرے ہی حسین جسم کے لئے موزون ہین اور یہ تیرے قیمتی ہدایا تیرے ہی پاس بھیجتا ہون کہ تیری زندگی مجھ سے زیادہ قیمتی ہے"

جس وقت یہ تحریر مراندا کے پاس پہونچی تو وہ راہب کے انداز تحریر کو دیکھ کر دیوانی ہوگئی اور اوس نے عہد کیا کہ جب تک اس کے تقدس و رہبانیت کو داغدار نہ کرلون گی چین سے نہ بیٹھونگی۔ اسی کشاکش مین چار مہینے اور گذر گئے ۔ یہان تک کہ آخرکار مراندا نے اپنے آخری حربہ کی تیاری شروع کردی جس کی نسبت اس کو کارگر ہونے کا پورا یقین تھا۔"

یورپ کے کلیساؤن کی طرح معبد شماش مین بھی یہ دستور جاری تھا کہ ہر شخص اپنے لئے کسی راہب کو مخصوص کر لیتا تھا، تاکہ وقتاً فوقتاً اس کے سامنے اپنی معاصی کا اعتراف کر کے اپنی معصیت ضمیر کے بوجھ کو ہلکا کر سکے مراندا کا بھی اک مخصوص راہب تھا، لیکن ایک شام جبکہ وہ معبد شماش کے احاطہ مین زیر نقاب دوسری کنواریون کے ساتھ آزادانہ پھر رہی تھی۔ اس نے حیرون کو دیکھا۔ اور وقت کو غنیمت جان کر آگے بڑہی اور بولی۔

"اے راہب مقدس، میرا راہب کہین چلا گیا ہے۔ اور مجھے ضرورت ہے کہ شام ختم ہونے سے پہلے اپنے معاصی کا اعتراف کردون۔ کیا تو یہ خدمت میرے لئے انجام دیگا"؟

حیرون مذہباً اس خواہش کو مسترد نہ کر سکتا تھا، اسے راضی ہونا پڑا۔ اور معبد کے خلوت کدے مین جو اسی رسم کے لئے مخصوص تھا مراندا کو لے گیا۔

معبد کے اس تاریک و تنہا خلوت مین موم شمعین روشن تھین، چارون طرف سیاہ پردے پڑے ہوئے تھے، اور بخور ساری فضا کو معطر کئے ہوئے تھا حیرون وسط مین ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور حیرون قربان گاہ شماش پر راہب کے قدمون کے پاس دو زانون ٹیک کر جھک گئی۔ جس وقت مراندا نے ظاہر کیا کہ وہ توبہ سننے کے لئے آمادہ ہے تو مراندا نے دفعتاً اپنا سیاہ ریشمی نقاب الٹ کر روشنی کے سامنے

ایک ایسا چہرہ راہب کے نگاہوں کے روبرو پیش کیا جس کا مثل اوس نے شاید کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ مراندا کا لباس ایسا حسین، اس قدر قیمتی تھا۔ جیسے کسی دولہن کا ہو۔ اس کے سنہرے ہوئے بال، سیکڑوں حلقوں کی صورت میں شانہ و دوش پر بکھرے ہوئے تھے، جن کے اندر بڑے بڑے الماس چمک رہے تھے، اُسکی حسین و قاتل آنکھیں جو اسوقت راہب کو ایک سیر چشم انداز سے دیکھ رہی تھیں، سرمہ آلود تھیں۔ اسکا سینہ جس پر جواہر کار زیور جگمگا رہے تھے، ہانپ رہا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مراندا کا قیامت خیز شباب اسوقت حیرون کو چھوکر چھوٹ جانا چاہتا ہے۔ اُس نے اپنے گورے ہاتھ جو صیقل کئے ہوئے بلور کے معلوم ہوتے تھے کہنیوں تک برہنہ کر کے راہب کے سامنے توبہ کرنے کے لئے بڑھا دئے۔ اور ایک لمحہ کے لئے عزیب حیرون کو بدحواس کر دیا حیرون نے جو اس وقت طوفان حسن میں اپنے قدموں کو لغزش کہاتے ہوئے دیکھ رہا تھا انتہائے ضبط سے کام لیکر اپنے منتشر حواس کو ایک جا کیا اور نگاہیں نیچی کر کے مراندا کے اعترافات معاصی سننے کے لیے تیار ہوگیا۔

مراندا نے کہا "اے راہب مقدس میرے تمام گناہوں میں جو گناہ میرے لئے سب سے زیادہ باعث اذیت ہے وہ یہ ہے کہ میں ایک شخص سے محبت کرتی ہوں۔ میں جانتی ہوں کہ محبت کوئی معصیت نہیں ہے لیکن اے میرے اچھے راہب میری محبت تو یقیناً ایک شدید معصیت ہے کیونکہ اب وہ عقل و اختیار عفت و عصمت کے اقتدار سے باہر ہے میں جس سے محبت کرتی ہوں اسکو نہیں پا سکتی جب تک معصیت میں مبتلا نہ ہوں۔ اور نہ وہ مجھہ سے ملسکتا ہے۔ جبتک کہ اپنی پاکبازی کو خیرباد نہ کہدے"

راہب نے سوال کیا۔ "کیا اسکی شادی ہوچکی ہے ؟"

"نہیں"

راہب:۔ "کیا تیری شادی ہوچکی ہے ؟"

"یہ بھی نہیں"

راہب:۔ "کیا اس سے کوئی قریب تر تعلق خون کا رکھتی ہے ؟"

مراندا:۔ "نہ اُس کی شادی ہوئی ہے نہ میری، نہ وہ میرا عزیز ہے، نہ کسی اور سے منسوب، مگر وہ میری التجاؤں پر رحم نہیں کرتا وہ میری نہیں سنتا، اے راہب کیا تو ایسے شخص کو ظالم نہ کہے گا ؟"

راہب:۔ "بیشک"

مراندا۔ "تم ہو بے رحم راہب وہ ظالم تو ہی ہے، جو میرے جذبات کو پامال کر رہا ہے، وہ سفاک تو ہی ہے جو مجھے ہلاک کئے ڈالتا ہے، وہ بے رحم تو ہی ہے جو میرے دل کے اندر تخم پر تخم پہونچا رہا ہے اور مطلق پرواہ نہیں کرتا۔ اے فسوں ساز! اے ساحر! میں تیرے لئے تڑپ رہی ہوں۔ میرے دل کے اندر تیرے لئے شعلے بھڑک رہے ہیں تجھے اس معبد اور صاحب معبد کا واسطہ مجھے سکون دے میری آگ کو ٹھنڈا کر، ورنہ میں جھلک جاؤنگی، مرجاؤنگی، میں تیرے قدموں پر پڑی ہوں اور اسیطرح پڑی رہوں گی، جب تک تیرے قوی ہاتھ میرے کانپتے ہوئے ہاتھوں اور تیرے حسین لب میرے مرتعش لبوں سے نہ مل جائیں"

مراندا کی آواز جوش میں بلند ہوتی جاتی تھی، اور راہب ڈر رہا تھا کہ کوئی سن نہ لے۔ اُسنے جواب دیا۔ "اے خاتون بیشک تو ہمیشہ اپنا سچا دوست اور ہمدرد خیال کر لیکن خدا کے لئے مجھسے اس بات کی خواہش نہ کر جو میرے امکان میں نہیں ہے میں تیرے لئے سب کچھ کر سکتا ہوں مگر میں تجھے چھو نہیں سکتا۔ کہ یہ میرا عہد ہے جو میں نے آسمان کے سب سے بڑے دیوتا شماش کے سامنے کیا ہے"

سنتے ہی مراندا کی حالت بدل گئی اُس کا چہرہ غصے سے تمتما اٹھا غیرت و غرور کی سرخی آنکھوں میں دوڑ گئی۔ گردن تن گئی بھویں کھیچ گئیں اور پیشانی پر شکنیں ڈالکر بولی "اے راہب تو نے یہ جواب دیکر میرے نسلی شریفانہ فخر کو پامال کر دیا ہے۔ اور میں اب مجبور ہوں کہ تجھ سے اسکا انتقام لوں اگر تو اپنی اس ریاکارانہ زہد و اتقا کے سامنے دنیا کی عظیم ترین نعمت کو ٹھکرا سکتا ہے۔ اگر تو اپنے راہبانہ غرور پر میرے جذبات کی قربانی چڑھانے کے لئے آمادہ ہے۔ تو سن لے کہ میں بھی تجھے اس بات کے کرنے پر مجبور کرونگی جس سے کہ تو اسوقت انکار کرتا ہے۔ یا پھر اس انکار کے عوض تجھے اپنی جان دینی کیلئے آمادہ ہو جانا چاہئے۔ یا تو اس آگ کو جو تیری آنکھوں نے میرے دل کے اندر بھڑکائی ہے ٹھنڈا کر، ورنہ میں اس لمحہ میں تیری عزت خاک میں ملا دونگی۔ اور تجھے تباہ و برباد دیکھ کر خوش ہونگی،،

راہب اسوقت تھر رہا تھا۔ کانپ رہا تھا، اور اسکی سمجھ میں نہ آتا تھا، کہ وہ کیونکر اپنے تئیں اس حسین آفت سے بچائے، آخر کار اسنے اپنی گھبرائی ہوئی اور رحم طلب آواز میں پوچھا "اے خاتون تو مجھ سے کیا چاہتی ہے؟ میں کیا کر سکتا ہوں؟"

مراندا بولی "تو یہی کہ جو تیرے حسن و جوانی کا اقتضا ہے۔ معبد کا یہ حصہ تنہا اور سنسان ہے۔ یہاں کی معصوم خلوت میں کوئی دخل نہیں دے سکتا۔ ہم مداخلت کے خوف سے ایسے ہی آزاد ہیں۔ جیسے کسی ویران جنگل

یا پیالہ ٹھ کے خار ہین سین یہ شمعین بھی گل کردونگی۔ سوائے ایک شمع کے جو ہماری محبتون کے اس پرتو منظر کا تماشائی ہوسکتی ہے لیکن کسی سے کچھ نہیں کہہ سکتی۔ آ۔ میری آغوش، میری کانپتی ہوئی پرشوق آغوش مین آجا۔ اور اپنے زہد اتقا حماقت سے باز آ۔ جس نے تجھے اپنی طویل مدت تک اس نعمت سے محروم کیا جسکے لئے اسوقت بھی دنیا کے تمام شہزادے بیقرار و مضطرب ہین۔"

هرامدا نے یہ کہا اور شمعین گل کرکے فوراً راہب کو اپنی آغوش مین کھینچ لیا اور اسکا منہ چومنے لگی راہب گھبرا کر بولا۔ اے بیوقوف عورت شمعین گل کرنے سے فائدہ جبکہ خدا اس تاریکی مین بھی عیاشی کو دیکھ رہا ہے۔ مین تیرے اس حسن کی قوت کو تسلیم کرتا ہون۔ مین تیرے جسم سے چھو جانے کی لذتونکو محسوس کرتا ہون۔ بہرحال مین گوشت و خون کا بنا ہوا انسان ہون۔ لیکن اسوقت تک کہ میرے حواس سلب نہ کرلئے جائین اوسوقت تک کہ ایک سانس بھی میری حیات کے ثبوت مین پیش کی جاسکے مین تیری اس خوفناک ترغیبات کے سامنے سر عجز نہین جھکا سکتا۔ مجھے چھوڑدے اور ہوش مین آ۔ اب بھی وقت ہے کہ جو کچھ تو کررہی ہے اوس پر نادم ہوکر اپنی روح کو زیادہ داغدار ہونے سے بچالے۔

هراندا نے جس وقت راہب کی گفتگو سنی۔ اس کی برہمی کی کوانتہا نہ رہی۔ اور اوسوقت جبکہ وہ جام کو لبون تک پہونچا ہوا دیکھ رہی تھی، اپنی تشنہ کامی کے خیال سے دیوانی ہوگئی۔ اور انتہائے غیظ و غضب کی حالت مین کرسی پر بیٹھکر راہب کو کھینچکر اپنے اوپر گرالیا۔ اور دونون ہاتھون سے اسی حالت مین اسے مضبوط پکڑکر بلند آواز سے چیخنے لگی۔ "دوڑو، دوڑو مجھے اس راہب سے بچاؤ!"

یہ آواز خلوت خانہ سے نکل کر چارون طرف پھیل گئی۔ اور راہبون کا سردار بھی کنواریون اور دوسرے راہبون کے ہجوم مین اندر داخل ہوا۔ سب نے دیکھا کہ حیرون اور هراندا دونون گھٹتے ہوئے ہین هراندا کے بال پریشان ہین۔ لباس بے ترتیب ہے اور زار و قطار رو رہی ہے۔ جس وقت راہبون کا سردار قریب آیا۔ هراندا اوٹھ بیٹھی اور اوس کے قدمون پر گرکر بولی۔ "اے معبد تماشش کی مقدس ترین ہستی۔ مجھے اس ناپاک اور شریر راہب نے تباہ کرڈالا۔ میری عصمت کو جس کی قیمت کونین کی دولت نہ ہوسکتی تھی۔ اس نے زبردستی مجھ سے چھین لی۔ مین اس پاک و متبرک خلوت گاہ مین خدا کے سامنے اس وحشی راہب کے آگے قدمون پر جھکی ہوئی تھی جس وقت مین اپنے معاصی کا اعتراف کرکے اپنی روح کی اذیتون کو کم کرنا چاہتی تھی۔ اوسی راہب نے بجائے اسکے کہ میرے گناہونکے بار کو کم کرتا۔ ایک نہایت ہی سخت و شدید گناہ سے میری روح کو اور زیادہ داغدار کردیا۔ مجھ کو کیتھ

ہی اس کی حالت بدل گئی - اس نے روشنی گل کر دی - اوس نے مجھے اپنی آغوش مین کھینچ لیا اٹھ
اپنی کرسی پہ مجھے زبردستی لٹا دیا - اور پھر - آہ ، اے راہب اعظم اس سے زیادہ کہنے پہ مجھے مجبور
نہ کر مراندا نے یہ سب کچھ اس قدر بے ساختہ انداز سے بیان کیا کہ لوگون کو بالکل یقین ہو گیا
اور راہب اعظم نے حیرون سے جو وہین سر جھکائے کھڑا تھا ، پوچھا " اے بدبخت راہب
تو نے کیا کیا "

حیرون یہ سنکر تھوڑی دیر خاموش رہا اور پھر جواب دیا " اے راہب اعظم میرے پاس
اس الزام کا کوئی جواب سوائے اس کے نہین ہے کہ خدا اس عورت کی حالت پہ رحم کرے
اور اپنے گناہون سے اس کو شرم آئے "
حیرون یہ کہکر خاموش ہو رہا - اس کے بعد حیرون کو فوراً گرفتار کر لیا گیا - اور حاکم
معبد کے سامنے پیش کیا گیا - اس واقعہ سے تمام معبد شماش مین ہل چل پڑ گئی - اور وہ لوگ
جو حیرون کی ہر تا ص زندگی اور مراندا کی طینت سے واقف تھے چاہتے تھے کہ جو حقیقت ہو اُسے
حیرون ظاہر کر دے - لیکن حیرون جیسے اپنی زندگی کی مطلق پرواہ نہ تھی اس پر راضی نہ ہوا -
اور آخر کار ایک ہفتہ کے بعد فیصلہ سنا دیا گیا کہ حیرون ایک سال تک مقید رہنے کے
بعد بازار مین جلا دیا جائے -

(۵)

اس واقعہ کو گذرے ہوئے مہینے گذر چکے ہین - مراندا اپنے مرض محبت سے صحتیاب
ہو کر پھر اپنے مشاغل لطف و تفریح مین بدستور مصروف نظر آتی ہے - اسی اثناء مین ناگہان
شہر کے اندر یہ خبر مشہور ہوئی کہ شاہزادہ آر نہایت تزک و احتشام کے ساتھ اریدو مین
آیا ہے - اور کچھ دن یہان صرف کرے گا - اس شاہزادہ کے حسن و جمال ، شان و شوکت ،
کے افسانے تمام ملک مین مشہور تھے اور اس لئے جبکہ اریدو پہونچا تو طبقہ نسوان
مین ایک ہل چل مچ گئی - یہان تک کہ ان کی ساری آرائش ملبوس اور نمائش حسن صرف
اسی کے لئے ہونے لگی - جب مراندا نے یہ خبر سُنی - تو اس کے دل مین بھی شوق و ولولہ پیدا ہوا -
اور آخر کار ایک شام کو جب شاہزادہ معبد شماش مین آنے والا تھا مراندا بھی اپنے فرع ربائی
کی تمام قوت صرف کر کے نیکلنے لئے وہان پہونچ گئی -
جس وقت شاہزادہ معبد مین داخل ہوا تو ایک شور مچ گیا - اور ہر شخص اُس کے

دیکھنے کے لئے دوڑ پڑا۔ لیکن مراندا اپنی جگہ پر قائم رہی۔ کیونکہ اس نے شہزادہ کو دیکھنے اور اپنی دکھانے کے لئے ایک مخصوص ساعت سوچ رکھی تھی۔ جسوقت کہ قربانگاہ کے سامنے شاہزادہ آیا اور جھککے عبادت میں مصروف ہوا۔ تو سب سے پہلے آنکھ کھولتے ہی جس چیز کو اپنے سامنے دیکھا وہ مراندا کی تصویر تھی۔ جو قربانگاہ کے دوسری طرف بالکل محاذ میں اپنی تمام رعنائیوں اور دلفریبیوں کیساتھ جلوہ گر تھی۔ اس منظر کا صرف ایک ہی اثر ہوتا ہے۔ اور یہ واقعہ ہے کہ شہزادہ آرلاس اثر سے نہ بچ سکا جب مراسم عبودیت ختم ہوگئے اور مراندا اپنے فرودگاہ پر جانے لگی تو شہزادہ نے اپنا ایک غلیر خادم اسکے پیچھے روانہ کیا کہ اسکا مکان دیکھ آئے۔ چند دنوں میں ہر شخص کو معلوم ہوگیا کہ شہزادہ آر مراندا پر مفتون ہوگیا ہے۔ اور شہر کی نوجوان عورتوں نے مراندا کے مقابلہ میں اپنے تیرو کمان جو شہزادہ کو زخمی کرنے کے لئے سنبھالے تھے مایوس و ناکار ہوکر وہ ٹوٹ پڑے۔

شہزادہ آر کو لوگوں نے سمجھایا، مراندا کے گذشتہ واقعات زندگی سے مطلع کیا۔ لیکن مراندا کا سحر کوئی ایسا معمولی سحر نہ تھا کہ یوں آسانی سے دور ہوسکتا۔ شاہزادہ نے سنا سب کچھ، کیا وہی جسکے لئے اسکا دل بیقرار تھا۔ اور ایک ہفتہ گذرنے سے قبل مراندا کیساتھ شادی کرلی۔

اب یہ دونوں شہر کی ایک عالیشان عمارت میں فروکش تھے، اور دنیا کی تمام وہ لذتیں جو دولت سے ملسکتی ہیں مراندا کو حاصل تھیں، خادموں کی ایک جماعت مختلف قسم کے اونٹ کا رسواریوں کی قطار، شاہانہ ملبوس و اسباب آرایش کا انبار، دعوتیں، ضیافتیں، محافل رقص و سرود یہ تھیں سب چیزیں جن میں مراندا مصروف نظر آتی تھی۔ اور شہزادہ کی دولت کو بیدریغ صرف کررہی تھی۔ اتفاق سے اسی وقت مراندا کا چچا، جس کے پاس مراندا کی چھوٹی بہن رہتی تھی مرگیا اور اپنی ساری دولت دونوں بہنوں کے لئے چھوڑ گیا۔

سیلنہ مراندا کی چھوٹی بہن ابھی کمسن تھی، اس لئے مراندا ہی اوسکی دولت کی مالک بنی اور نہایت بیدردی کے ساتھ اُس نے لٹانا شروع کیا۔ سیلنہ گو مراندا کے برابر حسین نہ تھی، لیکن بہر حال اوسکی چھوٹی بہن تھی، اور از حد دلفریب و دلکش اسکے علاوہ ترکہ کے لحاظ سے وہ ایک بڑی دولت کی مالک تھی۔ اسلئے ملک کے بڑے بڑے رؤسا اس سے شادی کرنیکے خواہشمند تھے، لیکن مراندا کو سیلنہ کی شادی منظور نہ تھی، وہ ہر درخواست کو کسی نہ کسی عذر کے ساتھ رد کردیتی تھی، کیونکہ وہ جانتی تھی کہ شادی ہونیکے بعد ساری دولت ہاتھ سے جاتی رہیگی۔ اور جو کچھ کہ وہ صرف کرچکی ہے اوسکا بھی حساب کیا جائیگا۔ ایک زمانہ تک مراندا اسمیں کامیاب رہی لیکن اتفاق سے ایک ایسے

امیرزادے نے سلینہ کی خواہش کی جس کے ساتھ اُسے بھی محبت تھی - اور جب ھرانداؔ نے اس مواصلت کو بھی منظور نہ کیا تو سلینہ جو اپنے بہن کے مظالم سے اب بالکل بیزار تھی منحرف ہو گئی اور اپنے ایک دوسرے عزیز کے پاس جو شہر کا ایک بڑا ذی اثر تاجر تھا چلی گئی - یہاں پہونچکر سلینہ نے اپنی عاشق کے ساتھ آزادی سے ملنا شروع کیا - اور یہ عزم کرکے کہ وہ اس سے شادی ضرور کرے گی - ھرانداؔ سے اپنی جائداد کا مطالبہ کیا یہ وقت ھرانداؔ کے لئے بہت سخت تھا - کیونکہ وہ اپنی بہن کی دولت کا بہت سا حصہ صرف کر چکی تھی - اور یہ اوس کے لئے ناممکن تہا کہ وہ اُسے واپس کر سکے - وہ مختلف تدابیر سوچتی تہی اور کسی پر مطمئن نہ ہوتی تہی ، آخرکار اُسکے ذہین طبیعت نے ایک تدبیر نکالی اور اپنے ایک خادم خصوص کو جو علاوہ فہیم و طباع ہونیکے خوبصورت بھی تہا طلب کیا اسکی عمر سترہ سال کی تہی - اور جس وقت سلینہ اپنی بہن کے پاس رہتی تہی اوسوقت سے یہ اوس سے محبت کرتا تہا ہر چند وہ محبت حد سے آگے نہ بڑھنے دی گئی تہی - تاہم اوس کی گرمی بروؔنی کے دل میں موجود تہی ، اور وہ اب بھی کبھی کبھی سلینہ کے خیال سے بیقرار ہو جاتا تہا -

ھرانداؔ نے اس نوجوان کو اپنے خلوت کدے میں جہاں پہونچنے کے لئے ملک کے بڑے بڑے رئیس تمنائیں کرتے تہے اور نہ پہنچ سکتے تھے بلایا اور اوسکے اندر آتے ہی دروازہ بند کر دیا - بروؔنی کے لئے اُس کی زندگی میں یہ پہلا موقع تہا کہ اوسنے اپنے تئیں ھرانداؔ کے خلوتگاہ میں تنہا پایا ہو وہ تحیرانہ گہبرا ہوا دیکھ رہا تہا کہ ھرانداؔ نے پوچھا "اے بروؔنی تجھے معلوم ہے کہ مجھ کو تیرے اوپر کسقدر اعتماد ہے -" بروؔنی نے "او محترم خاتون یہ تیرا لطف و کرم ہے ، اور شاید میں کبھی اس عنایت کے احترام کو فراموش نہیں کر سکتا"

ھرانداؔ آگے بڑہی اور اپنے گورے گورے ہاتھ اوس کے شانے پر رکھکر نہایت محبت آمیز لہجے میں مسکراتی ہوئی بولی "میں تجھسے ایک کام لینا چاہتی ہوں کیا تو اُسے کریگا ؟" بروؔنی نے جو ھرانداؔ کے حسین جسم سے چھو کر جوش مجسم ہو گیا تہا ، ایک شرم آلود شوق کے ساتھ جواب دیا "اب میں وہ کونسی بات ہے جو میں تیرے حکم کی تعمیل نہیں کر سکتا "

ھرانداؔ - یہ سنکر خندا و شاد ہوئی - اور بروؔنی کے شانے کے قریب جا کر کئی بار اپنے ہاتھوں سے دبایا جو شوق و ہیجان اوس کے آنکھوں سے ٹپکنے لگا - ہاتھ پاؤں کانپنے لگے وہ بے اختیار ھرانداؔ کے قدموں پر گر پڑا - اور بولا "اے خاتون مجھے جلد کوئی حکم دے تاکہ میں اُس کی تعمیل کروں اب مجھ میں یہ تاب نہیں ہے کہ تو صرف مجھے دیکھے اور رہ جائے ، تو مجھے چھوئے اور میں یونہی کھڑا رہوں " یہ سنکر ھرانداؔ مسکرائی

اور بولی - "اے بردلی ممکن ہے وہ کام ایسا ہو کہ بجائے اس محبت کے میری طرف سے تجھے نفرت ہو جائے" بردلی نے جواب دیا "دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں جو مجھے تجھ سے - تیرے اس حسین جسم سے متنفر کرے - خدا کے لئے جلد بتا کہ میری بیقراریاں اب مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتیں" "مرانڈا بولی" اگر تو نے یہ خدمت انجام دی، تو اطمینان رکھ کہ اسی کے اعتراف میں میری طرف سے وہ طرز عمل دیکھیگا، جس کی خواہش اسوقت تیرے دل کو مضطرب کئے ہوئے ہے - اور جسکے ساتھ تیری سب سے زیادہ پر قوت آرزو وابستہ ہو سکتی ہے" یہ سنکر بردولی بدحواس ہوکر پھر اسکے قدموں پر گر پڑا - لیکن مرانڈا نے فوراً اوس کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اٹھا لیا اور بولی "اچھا جا اور جس طرح ممکن ہو سلیمنہ کو ہلاک کر ڈال" بردولی نے یہ سنا اور بغیر اسکے کہ اسپر وہ کچھ اظہار حیرت و استعجاب کرتا فوراً تعمیل حکم کے لئے نہایت مسرت سے آمادہ ہو گیا مرانڈا چاہتی تھی کہ اس کو کوئی تدبیر بتائے لیکن بردولی نے کچھ نہیں سنا اور دیوانہ وار دروازہ سے نکلا باہر چلا گیا -

(۶)

سلیمنہ شام کو اپنے مکان میں بیٹھی ہوئی تھی - خادم نے اطلاع دی کہ بردولی مرانڈا کا خادم پریشان و مضطرب آیا ہے اور کچھ کہنا چاہتا ہے سلیمنہ نے اندر بلا لیا بردولی روتا ہوا آیا - اور زمین پر گر کر بولا - "مجھے مرانڈا نے نکال دیا ہے اور جبکہ میں نے اسی خاندان میں پرورش پائی ہے میرا یہ جی نہیں چاہتا کہ کہیں اور چلا جاؤں - اس لئے تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو ہی اپنے پاس نوکری اجازت دے" سلیمنہ جو بردولی کو اچھی طرح جانتی تھی اور کبھی اُس کی محبت آمیز نگاہوں کو دیکھکر خوش ہوا کرتی تھی - فوراً راضی ہو گئی اور رہنے کی اجازت دے دی کہ وہ نہایت اطمینان و مسرت سے زندگی بسر کرے بردولی رہنے لگا - اور شب و روز اسی فکر میں مستغرق تھا کہ اسے کوئی موقع ملے اور وہ سلیمنہ کے جام شراب میں زہر ملا دے - جسے وہ ہر وقت اسی غرض سے اپنے پاس رکھتا تھا -

آخر کار ایک روز سلیمنہ نے اُس سے جام شراب طلب کیا اور بردولی نے زہر ملا کر پیش کر دیا جس کو سلیمنہ اٹھا کر فوراً پی گئی - ایک گھنٹہ کے بعد سلیمنہ کی طبیعت بگڑنے لگی - جسم میں آماس آنا شروع ہوا - آنکھیں اُبل پڑیں اور سخت کرب و اضطراب میں مبتلا ہو گئی - معالجین طلب کئے گئے اور سلیمنہ کا مسموم ہونا سب پر ظاہر ہو گیا بردولی گرفتار کر لیا گیا - کیونکہ اُسدن صبح کو سوائے اسکے اور کسی نے کوئی چیز سلیمنہ کو نہیں دی تھی - سارے شہر میں یہ خبر آگ،

کی طرح پھیل گئی کہ بروٹی نے ہرانڈا کی سازش سے سلینہ کو دھو دیا ہے اور سلینہ قریب بمرگ ہے۔ اس
واقعہ سے بجبقہ میں ایک ہلچل مچی ہوئی تھی اور قریب قریب ہر شخص اس سے دلچسپی لے رہا تھا۔ کیونکہ اب
کوئی شخص ایسا نہ تھا جو ہرانڈا کی حالت سے واقف نہ ہو۔ اور اوس کے عادات و اطوار سے بیزار نہ ہو گیا ہو

دوسرے دن حاکم کے سامنے مقدمہ پیش ہوا اور بروٹی نے جسکو انکار کر دینے کا کوئی موقع
حاصل نہ تھا اعتراف جرم کرتے ہوئے ظاہر کیا کہ "مجھے ہرانڈا کے مواعید نے بالکل مست و بیخود
کر دیا تھا، اور میں نہیں سمجھ سکتا تھا کہ جو کچھ میں کر رہا ہوں وہ کسقدر نادرست و نازیبا ہے۔"
بروٹی کے اس بیان پر ہرانڈا بھی گرفتار کی گئی اور اسی محبس میں جہاں بروٹی پابند
کیا گیا تھا رکھی گئی۔

دوسرے دن جب حاکم فیصلہ سنانے والا تھا، سارا شہر امڈا ہوا چلا آ رہا تھا۔ اور
ہر شخص ہرانڈا کے خلاف حکم سننے کے لئے بیتاب نظر آتا تھا۔ شاہزادہ ارم ہرانڈا کا شوہر بھی
عدالت گاہ میں آیا۔ اور اپنی محبوب بیوی کو اس حال میں دیکھکر سخت متاثر ہوا۔ لوگوں کو
یقین تھا کہ اب شاہزادہ کو ہرانڈا سے نفرت ہو جائے گی۔ اور طلاق دیدیگا۔ لیکن حقیقت
یہ تھی کہ وہاں اس واقعہ سے محبت بجائے گھٹنے کے اور بڑھ گئی تھی جس کا سبب محبت کی بے
اصولی دنیا میں کوئی قائم نہیں کیا جا سکتا۔ آخر کار مقدمہ پیش ہوا اور ہرانڈا کے سامنے بروٹی
نے ان تمام واقعات کو دہرایا، جو خلوت گاہ ہرانڈا کی یادگار تھے ہرانڈا نے سنا اور اقرار کیا
حاکم نے اس اقرار کو لکھا۔ اور فیصلہ سنایا۔

"کل صبح بروٹی کو مجمع عام میں سولی دی جائے۔ اور ہرانڈا دو گھنٹے سولی کے نیچے
کھڑی رہے۔

اس حال میں کہ اسکی گردن میں ایک رسی ہو جس کا دوسرا کنارا سولی سے بندھا ہو۔ اور
اسکے سینہ و پشت پر اس ذلت کے اسباب نہایت روشن حروف میں لکھکر مشتہر کئے جائیں"

بعض کا خیال تھا، کہ ہرانڈا کے ساتھ رعایت کی گئی اور حاکم اس کے حسن سے مرعوب ہو گیا
تاہم یہ مسرت بھی کچھ کم نہ تھی، کہ ہرانڈا کی ذلت اچھی طرح ہو جائے گی اور اسکے غرور حسن کو جسنے
اسکے دماغ کو اس درجہ خراب کر دیا تھا کافی صدمہ پہونچ رہے گا۔

دوسرے دن نفاذ حکم ہونے والا تھا۔ اور صبح سے ہی قصاص گاہ پر اس قدر لوگوں کا ہجوم
تھا کہ کہیں تل رکھنے کو جگہ باقی نہ تھی، سارے میدان میں چاروں طرف کے مکانات پر لوگ

چھتون پر آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے، اور اس لمحے کے بیقرار، جب ہراندا اور اسکے فریب حسن مین
مبتلا ہونے والا بردن میدان مین لائے جائین۔

کسی نہ کسی طرح انتظار کی یہ سخت گہریان ختم ہوئین۔ اور ہراندا ہجوم کے اندر سے نمایان ہوئی۔ وہ اسوقت بھی نہایت تکلف و زری کار ملبوس سے آراستہ تھی۔ سیاہ ریشمی چادر جسپر جا بجا الماس ٹکے ہوئے تھے۔ اس کے بدن سے لپٹی ہوئی تھی۔ اور موتیون کے ہار گلے مین تھے۔ بالون مین سفید پھول گندھے ہوئے تھے۔ اک نظم و ترتیب کے ساتھ شانون پر منتشر کئے گئے تھے۔ آگے آگے ایک خادم مخمل سے منڈھی ہوئی چوکی لا رہا تھا، اور ساتھ ساتھ اوس کے شوہر ہراندا کو سنبھالے ہوئے تھا۔ پیچھے بہت سے خادمون کی قطار تھی۔ جو ہراندا کی ضروریات کے متعلق بہت سی چیزین اپنے ہاتھون مین لئے ہوئے نہایت ادب سے آہستہ آہستہ آرہی تھی۔ ہراندا کا چہرہ گو اسوقت تبسم آشنا نہ تھا۔ لیکن کوئی اثر اضمحلال و افسردگی کا بھی نظر نہ آتا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ بڑھی اور مخملی چوکی پر قتل گاہ مین کھڑی ہوگئی۔ دو کنیزون نے اوس کے دامن ملبوس کو جو زمین پر لٹک رہا تھا اٹھا لیا اور تمام خدام پیچھے ادب سے کھڑے ہوگئے۔ جس وقت ہراندا آدمیون کے ہجوم سے برآمد ہوئی تھی۔ لوگون مین ایک شور نفرت و استکراہ مسرت و شادمانی کا مچ گیا تھا، لیکن جب اسے اس متانت و غرور کے ساتھ آتے ہوئے دیکھا تو سب پر حیرت طاری ہوگئی۔ اور ہر شخص اپنی جگہ ساکت و دم بخود ہوگیا۔

اب وہ وقت آیا کہ حکم کا نفاذ ہو۔ ہراندا کے گلے مین ایک رسی باندھی گئی اور اس کا دوسرا کنارہ سولی سے باندھا۔ سینہ و پشت پر اک تحریر آویزان کی گئی۔ جس مین اُسکے جرم خیانت کا اعلان تھا۔ ہراندا کو اسی حال مین کھڑے ہوئے دس منٹ گذرے ہونگے۔ کہ بروتی لایا گیا۔ اس کا رنگ زرد تھا اور چہرہ سخت افسردہ تھا، اس کا ملبوس سیاہ تھا۔ سر برہنہ تھا۔ اور بال الجھے ہوئے اور پریشان تھے۔ جب وہ سولی کے پاس آیا تو اس نے ہراندا کو دیکھا۔ بمعیار شماتت قدمون پر گر پڑا اور بولا۔

"اے ہراندا مین سخت نادم ہون کہ مین نے تجھے اس قدر بدنام کیا۔ مین جانتا ہون کہ میری یہ خطا ہرگز معافی کے قابل نہین لیکن اگر تو نے اسکو بھلا دینے کا وعدہ نہ کیا۔ تو میری جان نہایت دشواری سے نکلے گی۔ مین اپنی کمزوریون کو محسوس کرتا تھا۔ کہ مین نے صرف اپنی جان بچانے کے لئے تجھے رسوا کیا جو دنیائے محبت کا شدید ترین جرم ہے، لیکن اب جبکہ میرے سارے تعلقات دنیا و دنیاوی این سے قطع ہو رہے ہین۔ اگر تو معاف کردے گی تو مین یقیناً بہ آسانی سے دم دے سکون گا جس مین تیرا

کوئی نقصان نہین ہے۔ کیا مین پھر التجا کرون اور تجھ سے طلب عفو؟" مراندا نے حد درجہ غرور و استغنا سے بروفی کی اس التجا کو سنا اور بولی "مین معاف کرتی ہون" اگر تیرے لئے اسمین کچھ تسلی ہے"۔ یہ سنکر بروفی خوش خوش اوٹھا اور سولی کے زینہ پر چڑھ گیا۔ مراندا چاہتی تھی کہ وہ اس منظر کو نہ دیکھے بروفی کی حالت نزع کا نظارہ نہ کرے۔ لیکن حاکم نے اسے مجبور کیا کہ وہ اوپر کی طرف نگاہ اوٹھائے اور اس شخص کو دیکھے جسے اسنے اس حال مین کیا ہے۔ مراندا نے گردن اوٹھا کر اوپر دیکھا ہی تھا کہ بروفی سولی پر چڑھا دیا گیا۔ اور سارے مجمع مین ایک مشہور بلند ہوگیا۔ بروفی تڑپ رہا تھا۔ ہاتھ پاؤن اینٹھ رہے تھے۔ اور مراندا متحیرانہ کھڑی دیکھ رہی تھی۔ جب دو گھنٹے کے بعد بروفی کا جسم سرد ہوا۔ تو مراندا کو وہان سے جانے کی اجازت دیگئی۔ لیکن کسقدر حیرتناک منظر تھا یہ سارے شہر والون کے لئے کہ جب مراندا قصاص گاہ سے لوٹی ہے تو اس کے غرور کا وہی عالم تھا اور اس کے عدم تاثر کی وہی کیفیت۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی تفرجگاہ سے۔ کسی باغ سے تفریح کے بعد خرامان خرامان چلی آرہی ہے۔ اور اسکا چہرہ فرط انبساط سے جگمگا رہا ہے۔

(۷)

چند دن گذر گئے۔ اور اس کے اگر کوئی تاثر مراندا کے قلب مین تھا بھی تو وہ بالکل زائل ہو چکا تھا۔ مراندا کی بہن اب صحتیاب ہو چکی تھی، اس لئے اس نے اپنی جائداد کے مطالبہ بہت شدت سے شروع کیا۔ اس کے ہونے والے شوہر نے عدالت سے چارہ جوئی کی اور وہان سے ایک افسر مطالبہ وصول کرنے کے لئے مراندا اور اس کے شوہر کے پاس بھیجا گیا۔ چونکہ مراندا اپنی خیانت و تصرف ناجائز کی تلافی کسیطرح نہ کرسکتی تھی اس لئے حاکم نے دو افسر مراندا کے مکان پر متعین کردئے۔ تاکہ وہ نگرانی رکھین اور کوئی اسباب مکان سے باہر نہ جانے دین۔ مراندا کے لئے یہ قید حقیقتاً ناقابل برداشت تھی۔ اور اسوقت وہ اپنے عزم و استقلال، اپنے غرور و استغنا کو بہت کم محسوس کرتی تھی۔ اسکو یقین تھا کہ ذلت سے یہ ادا نہ کیا گیا تو اسکا شوہر مقید ہو جائے گا اور وہ خود بالکل تباہ و برباد۔ مجھے اپنے شوہر کے ساتھ کوئی ہمدردی نہ تھی بلکہ وہ اپنے اوپر آنے والی مصیبت سے کانپ رہی تھی، اور بیقرار وہ سخت مضمحل و افسردہ ہو کر پڑ گئی۔ غذا ترک کردی، اور یہ پہلا موقع تھا کہ حقیقی معنی مین اسکی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے۔ اس کے سینہ مین ایک آگ بغض و عناد کی اپنی بہن کی طرف سے مشتعل ہو رہی تھی اور چاہتی تھی کہ کسی نہ کسی طرح سلیشہ کا وجود دنیا سے ۔۔۔ کر دیا جائے۔ اسکا شوہر جسے مراندا کے ساتھ عشق نہ تھا اور ایک ٹکے کے لئے بھی اسے پرشان

نہ دیکھہ سکتا تھا بیتاب ہوگیا اور بولا "اے مراندا! اب مین کیا کرون اگر تیری نگاہ مین کوئی تدبیر اس بلا سے نجات حاصل کرنے کی آتی ہے تو بتا مین اسپر عمل کرنے کے لئے تیار ہون" مراندا نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور شوہر کا تمام الحاح وزاری اُسے کوئی تسکین نہ دے سکی۔

ایک ہفتہ اسی حال مین گذر گیا۔ یہان تک کہ مراندا کا شوہر سخت بیتاب ہوگیا۔ اور پھر ایک بار اوس کے پاس تسکین وتسلی کے لئے گیا۔ مراندا اسکو دیکھکر زار زار رونے لگی اور بولی "مین کیونکر زندہ رہ سکتی ہون جبکہ سلینہ زندہ ہے" یہ کہہ کر اُسنے اپنی باہین شہزادہ اَر کے گلے مین ڈالدین اور ہچکیان لینے لگی مراندا کی یہ حالت اس سے نہ دیکھی گئی اور بے اختیار ہوکر بول اٹھا "مراندا مین تیار ہون کہ سلینہ کو ہلاک کرواون اور تیری مسرتون کی راہ کے اسکو خس وخاشاک کی طرح کاٹ کر پھینکدون۔ مین اسکے لئے ایک مردانہ عزم کرتا ہون۔ لیکن خدا کے لئے تو اپنی حالت سنبھال۔ ورنہ مین کچھہ نہ کرسکونگا۔ اور ہلاک ہوجاونگا۔

مراندا نے اس حد تک اپنے شوہر کو آمادہ کرکے کچھہ مطمئن ہوئی۔ اور مشورہ کے بعد یہ قرار پایا کہ پہلے بروفی نے اعزا واحباب کی طرف سے گمنام خطوط سلینہ کے پاس بھیجے جائین۔ تاکہ سلینہ کی ہلاکت اوس جانب منسوب کی جائے اور مراندا پر کسی کو شک نہ ہو۔ چنانچہ یہ خطوط بھیجے گئے اور تمام شہر کو معلوم ہوگیا کہ بروفی کے احباب واعزا سلینہ کے دشمن ہورہے ہین۔ اسکے بعد شہزادہ اَر نے قصد کیا کہ وہ خود سلینہ کو ہلاک کرے۔ اور کسی خادم کو ذریعہ نہ بنائے وہ اپنے تیئن تلوار وخنجر سے آراستہ ہوکر اس جستجو مین نکلا کہ کسطرح سلینہ پر ان کا استعمال کرے۔ کئی راتین اسی فکر مین گذر گئین، لیکن وہ کامیاب نہ ہوا۔ بالآخر کار ایک شب جبکہ سلینہ معبد شماش سے واپس آرہی تھی اور شہزادہ اَر بھی سیاہ لباس مین لپٹا ہوا موقع کا منتظر تھا، وہ وقت آہی گیا۔ جس کے انتظار مین مراندا بیقرار تھی۔ اُس نے پشت کی طرف سے آکر سلینہ کے شانہ پر خنجر کا وار کیا۔ اور سلینہ چیخ مار کر بیہوش ہوگئی شہزادہ اَر بھاگا، لیکن چونکہ اسی وقت معبد شماش سے بہت سے لوگ نکل رہے تھے اسلئے سب کے سب دوڑ پڑے اور اس کا تعاقب کیا۔ مراندا کے شوہر کے لئے یہ وقت نہایت سخت تھا کیونکہ متعاقبین کی جماعت بڑھتی جاتی تھی اور راہ فرار اُسے کوئی نظر نہ آتی تھی وہ مجبور ہوکر ٹھہر گیا اور دونون ہاتھون مین تلوار لے کر اپنی جان بچانے مین مصروف۔ لیکن جب اوس کے ہاتھ شل ہوگئے اور تھک کر گر پڑا تو لوگون نے گرفتار کر لیا۔ اور یہ معلوم کرکے کہ سلینہ کا قاتل مراندا کا شوہر ہے لوگون کو سخت حیرت ہوئی۔

دوسرے دن عدالت میں شہزادہ اُر پیش کیا گیا۔ اور اس نے نہایت جرأت و دلیری سے اعتراف جرم کیا۔ اسکا مکان اور سارا اسباب ضبط کر لیا گیا اور ھراندا بھی شام تک اس محبس میں آگئی جہاں اسکا شوہر مقید تھا ھراندا کی حالت نہایت سخت تھی۔ کبھی وہ رونے لگتی اور کبھی اپنے اوپر ملامت کرتی تھی۔ لیکن اسکا شوہر صرف اس خیال سے مطمئن تھا کہ اسکی محبوبہ اسکے پاس ہے چونکہ شہزادہ اُر نہایت شریفانہ خصائل کا شخص تھا۔ اسکے تمام لوگوں کو اسکے ساتھ ہمدردی تھی مگر یہ ہمدردی اوس کی قسمت کا فیصلہ نہ ٹال سکتی تھی، جو نہایت سخت اور دل دوز تھا۔

فیصلہ کا دن آیا۔ اور عدالت نے حکم سنایا:

"شہزادہ اُر کا سر بازار میں قطع کیا جائے اور ھراندا خارج البلد۔"

(۸)

دوسرے دن لوگوں کے ہجوم میں شہزادہ اُر قصاص گاہ پر لایا گیا، اس حال میں کہ ھراندا بھی اُسکے ساتھ تھی مگر فرق یہ تھا کہ وہ سخت افسردہ و مضمحل تھی اور یہ نہایت مسرور و مطمئن۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی بجی، جس سے مقصود تھا کہ مجرم کو اب اپنے احباب و اعزا سے رخصت ہو لینا چاہئے۔ یوں تو شاہزادہ اُر کے ساتھ اُر بید وکلا ہر شخص ہمدردی کر رہا تھا۔ لیکن اوس کی نگاہ میں صرف ایک ہی ہستی ایسی تھی۔ جس سے اسے رخصت ہونا تھا۔ وہ آگے بڑھا اور ھراندا کے قدموں پر گر پڑا۔ شاہزادہ اپنی جگہ بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا اور ھراندا اپنی جگہ مجسمہ کیطرح قائم تھی، تھوڑی دیر تک کوئی گفتگو نہ ہو سکی، لیکن اس کے بعد دونوں کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور ساری جماعت پر اک نہایت گہرا تاثر طاری ہو گیا۔ جب شہزادہ کا کچھ جوش کم ہوا اور ہچکیاں رکیں تو وہ اٹھا تا کہ ھراندا سے اپنے سر کو جلاد کے سامنے پیش کرنے کی اجازت طلب کرے، شہزادہ نے کہا "اے میری پیاری ھراندا افسوس ہے کہ میری زندگی تیری خدمت کے لئے بہت مختصر ثابت ہوئی۔ اور میں اپنے حوصلے کے مطابق تیری پرستش نہ کر سکا پھر جس وقت یہ خیال کرتا ہوں کہ تجھے میری وجہ سے تکلیفیں بھی پہونچیں تو میں اپنی قطع حیات سے خوش ہونے لگتا ہوں کہ شاید یہ اسی کی سزا ہے۔ بہر حال اب میں تجھ سے جدا ہوتا ہوں۔ کیونکہ جدا ہو جانا ناگزیر ہے کاش مجھے معلوم ہو جائے کہ تو اس جدائی کو آسانی سے برداشت کر لیگی تا کہ میں اپنی اس روح و تن کی جدائی کو آسانی سے برداشت کر سکوں،" یہ کہا اور پھر قدموں پر گر پڑا تھا اور پھر رونے لگا۔ اوس کے سینہ میں اسوقت عجیب و غریب قسم کا جذبات کا ہجوم تھا، اور اسے

کسی طریق انہار سے تسکین نہ ہوتی تھی وہ اسی حال مین مصروف تہا کہ دوسری گھنٹی بجی اجس کے
سنتے ہی ھرانداا بیہوش ہو کر گر پڑی - اور شاہزادہ زبردستی وہان سے پکڑ کر قصاص گاہ پر لا گیا
قصاص گاہ بازار کا ایک میدان تھا - جہان ایک جگہ نشیب مین پتھر کی ایک بڑی سل رکھی ہوئی تھی
اور اس پر لکڑی کا ایک تختہ نصب تھا، شاہزادہ خراماں خراماں آیا اور تختہ کے پاس پہنچکر اپنے کرتے
کی آستین آگئین گلے سے رومال کھولکر ہاتھ مین لیا اور جلاد کو جو قریب ہی ایک برہنہ تلوار لئے ہوئے
کھڑا تھا یہ شیرین زبان دے کر بولا "اسے قبول کر، اور جسوقت مین رومال کو تیسری بار جنبش دون - اپنا
خدمت تکمیل کے ساتھ انجام دے" یہ کہا اور اپنا تختہ پر جہکا کر رکھدیا - شاہزادہ نے سر رکھتے ہی
اپنے رومال کو پہلی بار جنبش دی اور جلاد مستعد کھڑا ہوگیا - جب شاہزادہ نے دوسرا اشارہ کیا
تو اوسنے اپنی تلوار سونت لی - اور اسکے بعد ہی تیسرے اشارہ پر ہوا مین شہزادہ کے سر پر ایک چمک سی
پیدا ہوئی اور تلوار اوس کے گردن مین پیوست ہوگئی، ہجوم مین ایک شور پیدا ہوا، دیکھنے والون
کے چہرے متغیر ہوگئے - اور دلون پر حسرت و تاسف کا ایک گہرا سکوت مستولی ہوگیا ھرانداا
ہنوز بیہوش تھی - اور تیاری کی جارہی تہی کہ اسے یہان سے اوٹھا کے لے جائین - لیکن ابھی ایک
رسم اور باقی تہی - یہ قاعدہ تھا کہ قصاص کے بعد جب جلاد مقتول کے سر کو ایک نیزہ پر
بلند کرکے سبکو دکہاتا تھا اس غرض سے جب جلاد شاہزادہ کی پہڑکتی ہوئی نعش کے پاس پہونچا
تو اوسے یہ دیکھکر سخت حیرت ہوئی کہ سر جسم سے علیحدہ نہین ہوا - اور شاہزادہ ہنوز زندہ ہے
یہ دیکھکر جلاد تلوار کی دوسری ضرب سے سر جدا کرنا چاہتا تھا - کہ مجمع مین ایک شور بلند
ہوا - اور اسکی سخت مخالفت کی گئی - یہ بھی قانون تھا کہ اگر ایک ضرب مین مجرم ہلاک نہ ہو
تو دوسری ضرب نہین پہونچائی جاتی تہی - خواہ وہ جانبر ہی کیون نہ ہوجائے - چارون
طرف سے لوگ دوڑ پڑے اور شہزادے کے جسم کو اٹھا کر لے گئے، شہر کے بہترین
معالجین جمع کئے گئے - اور اونہون نے دیکھکر جانبر ہونے کی امید دلائی کیونکہ تلوار
بجائے گردن کے شانہ کی ہڈی مین تیر گئی تہی - اسکے نہ گردن کو جدا کرسکی تھی اور نہ شہ رگ کو
کوئی صدمہ پہونچا تہا اس واقعہ کے بعد بھی لوگون نے اس بات پر زور دیا کہ ھرانداا کی جلاوطنی
شہزادہ صحت تک ملتوی رکھی جائے - لیکن وہ عام برہمی جو ھرانداا کی طرف سے لوگون کے
دلون مین تھی اسکی مخالفت ہوئی اور اسی وقت ھرانداا جلاوطن کردی گئی - اور شاہزادہ کا
علاج جاری تھا - اور اسکی حالت بہتر جاتی تھی - لیکن خون کے ضائع ہوجانے سے یہ امید نہین تھی

کر وہ جلد گفتگو یا حرکت کرنے کے قابل ہوگا۔ وہ ایک عرصہ تک مسلسل بستر علالت پر پڑا رہا۔ لیکن جب دو مہینے کے بعد اوس نے اپنی آنکھ کھولی تو سب سے پہلے جو بات اوس نے کی یہ تھی کہ مرانڈا کہاں اور کیسی ہے +

(۹)

ایک سال گذر گیا، ایڈورڈ مرانڈا کے افسانون اور اوس کے حسن کی خوبی داستانون کو بھلا دیا، لیکن شہزادہ مرادر جواب شہزادہ نہیں ہے۔ بلکہ ایک معمولی حیثیت کا انسان ہے، اور مرانڈا جو اب سفاک و بے رحم مرانڈا نہیں ہے، بلکہ حقیقی معنی مین تائب شدہ نیک عورت ہے، ارپیڈ وڈ کے ایک سنسان گاؤن مین اپنی فقیرانہ زندگی بسر کرتے ہین، اب ان کی تنہا دولت و مسرت صرف ایک بچی ہے۔ جو کبھی مان کی آغوش مین آکر باپ کو اور کبھی باپ کی آغوش مین آکر مان کو اپنی معصوم نگاہون سے دیکھا کرتی ہے۔

ہمارا افسانہ اس مقام پہونچکر ختم ہوجاتا ہے، اور صرف جیرون بلینہ کے متعلق کچھ بیان کرنے کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔ سو اب سمجھ لیجئے کہ جیرون کی بیگناہی ثابت ہوئی اور وہ رہا کر دیا گیا۔

سلینہ اچھی ہوئی اور اسکی شادی ہوگئی +

تمام شد

لیلائے کربلا

عراق عرب کی ایک دوشیزہ اپنے عاشق کے ساتھ یزید بن معاویہ کو قتل کرنے کے لئے کوفہ سے شام جاتی ہے۔ یزید اس کو حرم میں داخل کرنا چاہتا ہے۔ لڑکی خنجر چھپا کر کمرہ عروس میں جاتی ہے راز فاش ہوجاتا ہے۔ اودھر اس کا عاشق گرفتار ہوتا ہے۔ آخر کار دونوں نجات پاتے ہیں۔ کربلا کے دل ہلا دینے والے واقعات آخر میں عراق عرب کی دوشیزہ کا راہبہ بن کر ایک کلیسا میں رہنا یزید کا آدھر سے گذرنا دوشیزہ کا اسے زہر دینا پھر اپنے عاشق کے ساتھ بیاہا جانا بیحد دلچسپ قیمت ۱۲؁

پتہ منیجر کتب خانہ الوقت بجنور (یوپی)

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائیگا۔